Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

یا الحسن بن علی ایہا العسکری الزکی یابن رسول اللہ یا حجۃ اللہ علی خلقہ

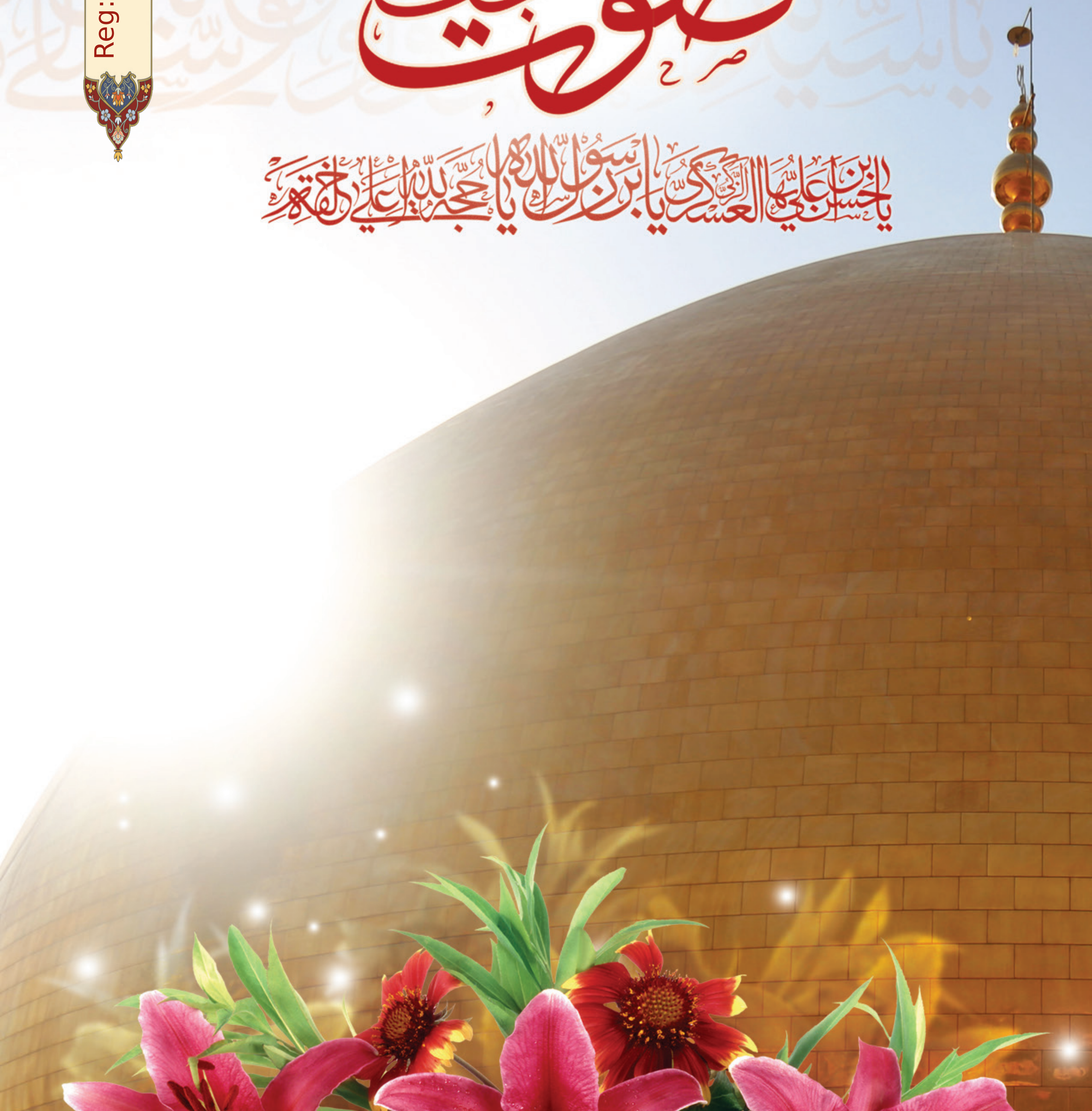

از مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمی الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ شمارہ 76

بانی

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

3 اللہ کے حقوق (قسط ۵)

5 متقی بننا بہت ضروری ہے

7 روزی کمانے کے حوالے سے اسلام کا موقف

11 حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سیدۃ نساء العالمین

14 قرآن میں انسانی حقوق (قسط ۲)

17 نماز کو اول وقت پر انجام دینے کا اجر و ثواب اور اس کے آثار

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

اللہ کے حقوق

(قسط ۵)

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: فَأَمَّا حَقُّ اللَّهِ الْأَكْبَرُ فَإِنَّكَ تَعْبُدُهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ بِإِخْلَاصٍ جَعَلَ لَكَ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَكْفِيَكَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ يَحْفَظَ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْهُمَا

یعنی خدا کا بڑا اور اہم حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اگر تم نے یہ حق پورے خلوص سے، بغیر کسی ملاوٹ کے یعنی کوئی غرض سوائے خدا کی خوشنودی کے نہ ہو تو خداوندِ عالم تمہارے لئے اور تمہاری بخشش کے لئے اپنی ذات پر لازم قرار دے گا کہ تمہیں دنیا و آخرت کی ہر مشکل سے دور رکھے اور تمہاری دنیا اور آخرت کی تمام مشکلات کو آسان کرے اور تمہارے لئے دنیا و آخرت میں جو تم چاہتے ہو اس کی تمہارے لئے حفاظت کرے۔

خدا کی بندگی صحیح معنی میں اسی وقت ہوتی ہے کہ جب انسان کے تمام اعضاء و جوارح میں خدا کی اطاعت کا جذبہ ہمیشہ قائم رہے اور کبھی بھی یہ جذبہ سرد نہ ہو، نہ صرف ظاہری اعضاء و جوارح، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ہونٹ وغیرہ بلکہ دل کی دھڑکن، عقل کی حرکت، غور و فکر اور تصور و خیال بھی خدا کی اطاعت میں مصروف رہیں۔

اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ نماز یا قرآن میں مصروف رہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اعضاء و جوارح کو کسی بھی وقت خدا کی نافرمانی نہ کرنے دیں۔

نافرمانی نہ کرنے کی دو حالتیں ہیں :

ایک یہ ہے کہ ہم نے آنکھ کو نامحرم کی طرف نہیں کھولنا۔

دوسرا یہ ہے کہ میرے دل میں نامحرم کو دیکھنے کی رغبت نہیں ہے اور رغبت کا نہ ہونا خدا کی اطاعت کی وجہ سے ہو، نہ کہ کسی اور وجہ سے اور نامحرم کی طرف دیکھنا انسان کو نہ صرف پسند نہیں ہے بلکہ اس سے اس کو دشمنی بھی ہے۔

بعض آدمیوں کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے کہ ایک نیک مؤمن نفس امارہ کی سختی کے سبب اپنی ایک آنکھ کو نامحرم کے سامنے ایک لحظہ کھولا تھا، اس نے توبہ تو کی لیکن مرتے دم تک اس آنکھ کو دوبارہ نہیں کھولا، جب آنکھ کھلنے کی رغبت ہوتی تھی تو کہتا تھا کہ تم نے ایک دفعہ گناہ کیا ہے، اب دوبارہ نہیں کھولوں گا۔

اور اس عالم کا قصہ بھی طلباء کے نزدیک معروف ہے کہ جو اپنے کمرے میں رات کو مطالعہ کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ جوان عورت دروازے پر کھڑی ہے، اس عورت نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے بچاؤ، غنڈے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں، اس نے کہا کہ اندر آجاؤ، سردی سخت تھی، خود بھی کمرے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔

وہ کمرے میں آئی تو شیطان اس کے دل کو ورغلانے لگا کہ کمرے میں کوئی نہیں ہے، عورت کو دو لفظ دے کر راضی کر سکتے ہو، فوراً خدا کے عذاب کی طرف متوجہ ہوا، وہ تیل کے چراغ پر مطالعہ کر رہا تھا، اس نے اپنے نفس کو کہا کہ تم دنیا کی آگ برداشت کر سکتے ہو تو یہ گناہ کر لو تو اس نے ایک انگلی آگ پر رکھ دی، تو جب وہ انگلی جل گئی تو اس کے دل سے گناہ کی رغبت وقتی طور پر ختم ہو گئی اور پھر جب دوبارہ گناہ کا شوق پیدا ہوا تو اس نے دوسری انگلی رکھ دی اور اسی طرح صبح ہونے تک اس نے اپنے ہاتھ کی دس انگلیاں جلا دی تھیں اور وہ عورت دیکھ رہی تھی جب صبح ہوئی تو وہ عورت گھر چلی گئی اور اس نے اپنے باپ کو بتایا کہ اس طالبعلم نے دس انگلیاں جلا دی تھیں، باپ نے اس طالبعلم کو مجبور کر کے اسی بیٹی سے اس کی شادی کر دی، اس طالبعلم نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو اس کے باپ نے کہا کہ گھر اور مہر وغیرہ سب میں دوں گا اور یوں اس کی دنیا اور آخرت دونوں محفوظ ہو گئیں۔

جو مؤمن متقی حقیقت میں ہوتا ہے اس کے دل میں بھی گناہ کی رغبت بھی پیدا نہیں ہوتی وہ ہمیشہ گناہ سے نفرت کرتا ہے۔

اور یہ جو گناہ سے نفرت کرتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

بعض خدا کے عذاب سے ڈر کر یا جنت کی محرومیت کے ڈر سے گناہ سے نفرت کرتے ہیں لیکن یہ ایک چھوٹا درجہ ہے اور اس سے بلند درجہ ہے کہ وہ خدا کی محبت سے اتنا سرشار ہو کہ خدا کی نافرمانی کرنے کی رغبت ہی ختم کر دے اور خدا کی محبت میں گناہ چھوڑ دے۔

انسان جب خدا کی اطاعت کرتا رہے تو اس کے دل میں خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

بعض لوگوں نے رسول اسلام ﷺ سے پوچھا کہ ہم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو ہم کیا اور کیسے کریں تو قرآن کی آیت نازل ہوئی

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ(آل عمران ۳۱)

اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو رسول کی اطاعت کرو تو پھر خدا تم سے محبت کرے گا، نہ یہ کہ تم فقط خدا سے محبت کرو گے۔

ظاہر ہے کہ خدا کی محبت کا دعوی کرنا آسان ہے لیکن ایک انسان خدا کا محبوب بن جائے یہ بہت مشکل ہے۔

ہمارے انبیاءؑ، ہمارے آئمہؑ، ہمارے شہداء کربلا اور مؤمنین ابو ذر غفاری جیسے یہ خدا کے محبوب تھے، ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم بھی خدا کے محبوب بن جائیں۔

اور گزشتہ جملے کے آخر میں ہے کہ خداوندِ عالم انسان کے دین و دنیا کی حفاظت کرتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا بندے کو ہر قسم کی مال و دولت مہیا کرے گا، یہ مطلب ہر گز نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جو تمہارے لئے مناسب ہے اور تمہیں دیندار رکھ سکتی ہے اتنی دنیا تمہیں مہیا کرے گا اور تمہاری آخرت کی حفاظت کرے گا۔

جاری ہے -----

متقی بننا بہت ضروری ہے

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

اے میرے بھائیو، بیٹو خدا نے قرآن میں ایک قانون بیان فرمایا ہے کہ جس میں ترمیم اور تنسیخ کوئی نہیں ہوئی۔ وہ قانون یہ ہے کہ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ کہ خدا صرف متقیوں کے اعمال قبول کرتا ہے اور جو متقی نہیں ہے خدا ان کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ امیر المومنین علیہ السلام، امام المتقین ہیں اور ہم سب قیامت کے دن مولاامیر المومنین علیہ السلام کی شفاعت کے محتاج ہیں۔ اگر قیامت کے دن مولا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو متقیوں کا امام ہوں۔ انہیں کی شفاعت کروں گا تم کون ہوتے ہو؟ میں تمہیں نہیں جانتا تو خدا کے لیے بتائیں میں اور آپ کل قیامت کے دن کہاں جائیں گے؟ نہج البلاغہ میں مولا امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ بیان فرمایا کہ جس میں متقین کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ مولا نے اس خطبہ میں متقین کی صرف علامات بیان کی ہیں لیکن متقی بننے کا طریقہ کیا ہے اس کو بیان نہیں فرمایا۔ لیکن میں آپ کو آج بتاوں گا کہ آپ متقی کیسے بنیں گے؟

سب سے پہلا قدم متقی بننے کا یہ ہے کہ انسان اپنا محاسبہ کرے۔ خدا کے مخلص بندے اپنی ہر حرکت اور سکون کا محاسبہ کرتے ہیں اور ہر وقت خدا ان کے سامنے رہتا ہے۔ معصومینؑ نے فرمایا چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ اپنا محاسبہ کر لو اور جو چوبیس گھنٹے میں ایک دفعہ اپنا محاسبہ نہ کرے معصومینؑ نے فرمایا" فلیس منا "وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے۔ اور اپنا محاسبہ کرنے کا بہترین وقت رات کا ہے۔ صبح سے لے کر رات تک کئے گئے اعمال کا محاسبہ کرے کہ آنکھ سے کیا انجام دیا ہے، زبان سے کیا انجام دیا تھا، کانوں سے کیا انجام دیا تھا، ناک سے کیا انجام دیا تھا، سوال پیدا ہوتا ہے کہ ناک سے کیا ہوتا ہے؟ تو مرجع عالی قدر نے فرمایا کہ مثلاً آپ روڈ پر جارہے ہیں اور آپ کے سامنے عطر لگا کر یا خوشبو لگا کر عورت گزرتی ہے اور آپ نے اس خوشبو کو ناک سے سونگھا تو یہ بھی حرام ہے اور ایسی عورت جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی کے لئے خوشبو لگا کر نکلتی ہے تو اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

اب اگر گناہ ہوا ہے تو محاسبہ کے طور پر اس گناہ کی معافی مانگے اور اگر نیکی کی توفیق ملی ہے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے۔ اگر کسی کے حق میں زیادتی کی ہے چاہے وہ شخص چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس سے معافی مانگے اور خدا عادل ہے جب تک وہ مومن معاف نہیں کرے گا خدا معاف نہیں کرے گا۔

اگر اس سے معافی نہیں مانگی تو قیامت کے دن جب قبر سے نکلے گا تو خدا کی ذات اس پر دو فرشتے مسلط کرے گی ایک آگے کی طرف سے کھینچے گا اور ایک کے ہاتھ میں جہنم کی آگ سے بھرا ہوا چابک ہو گا اور یہ فرشتہ کہے گا کہ جاؤ اس سے معافی مانگ لو ۔ اب کونسا راستہ آسان ہے تنہائی میں اس دنیا میں اس سے معافی مانگنا یا قیامت کے دن اس سے معافی مانگنا ۔ اور قیامت کے دن دوسرا مومن اس سے کہے گا کہ آپ نے مجھے گالی دی تھی یہ آپ کی زیادتی ہے میں تب معاف کروں گا جب آپ مجھے اپنی اتنی نیکیاں دے دیں۔ اب انسان مجبور ہو گا کہ اس کو اپنی نیکیاں دے ۔ لہٰذا میرے بھائیو ، بیٹو۔۔۔ جس کا نجف اشرف اور کربلا معلی میں علاج نہ ہو سکا تو اس کا علاج اور کہاں ہو گا؟

بر صغیر کے بزرگ علماء پر خدا رحم کرے انہوں نے ہماری تربیت فرمائی اور پیاری پیاری عادتیں ڈالیں ایک پیاری عادت یہ ہے کہ انہوں نے ہر نماز کے بعد زیارت پڑھنے کی عادت ڈالی جس طرح کہ آپ ہر مجلس کے بعد زیارت پڑھتے ہیں ۔ اور جب آپ کربلا جاتے ہیں تو زیارت پڑھتے ہیں اور اس زیارت کا جملہ یہ بنے گا کہ کاش مولا میں کربلا میں ہوتا تو آپ پر اپنا سر قربان کر دیتا۔ مولا حسین علیہ السلام بہت رحم دل امامؑ ہیں فرض کریں کہ اگر امام حسین علیہ السلام فرمائیں کہ تم میرے پوتے امام صادق علیہ السلام کے کہنے پر داڑھی کے دو بال تو رکھ نہیں سکتے تو میرے قدموں میں سر کیسے کٹواتے ہو؟ جھوٹ بولتے ہو، اب آپ مجھے جواب دیں جنہوں نے داڑھی نہیں رکھی ہوئی وہ مولا حسین علیہ السلام کو کیا جواب دیں گے۔۔ جب تک داڑھی کٹی ہوئی ہو اس وقت تک فرشتے گناہ گار لکھتے رہتے ہیں لہٰذا مولا کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنے گناہوں کا اقرار کرو اور عرض کرو مولا میرے یہ گناہ خدا سے معاف کرا دیں میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جب مولا حسین علیہ السلام مکہ سے عراق جا رہے تھے تو ایک منزل پر حضرت مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر ملی تو آپ نے سب ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ مسلم شہید ہو گئے ، پس تم چلے جاؤ تو اس وقت کچھ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور کچھ بچ گئے تو امام علیہ اسلام نے ان سے فرمایا کہ تم کیوں چھوڑ کر نہیں گئے تم چلے جاؤ ، قیامت کے دن میں تم پر دعوی نہیں کروں گا کہ تم نے مجھے کیوں چھوڑا تھا ، چلے جاؤ ، چلے جاؤ، اجازت ہے قیامت کے دن بھی تم سے سوال نہیں کروں گا۔ جبکہ امام حسین علیہ السلام بعض لوگوں کو خط لکھ کر بلاتے ہیں ، جلدی آؤ جلدی آؤ۔۔۔

تو آپ نے غور فرمایا کہ امام علیہ السلام اپنے اصحاب سے یہ مختلف برتاؤ کیوں تھا جو سامنے بیٹھے تھے ان کو کہتے ہیں اٹھ کر چلے جاؤ اور جو پاس نہیں ہیں ان کو اپنے پاس بلاتے ہیں مثلا حبیب ابن مظاہر اسی طرح امام حسین علیہ السلام نے اور بہت سارے اصحاب کو بھی خط لکھ کر بلایا تھا اور وہ آپ کے سامنے شہید ہوئے ہیں ۔ان میں حبیب کا نام معروف ہے چونکہ وہ بہت عظمت کے مالک تھے ورنہ اور بہت سارے لوگوں کو بھی امام علیہ السلام نے خط لکھ کر بلایا تھا۔ تو یہ مختلف برتاو کیوں ہے ، اس کی کیا وجہ ہے ، چونکہ یہ لوگ تقوی اور پرہیزگاری کے عظیم مقام پر فائز تھے اس لیے امام علیہ السلام نے ان کو اپنے پاس بلایا اور جس کو کہا چلے جاؤ وہ اس مقام پر فائز نہیں تھے۔

مرجع عالی قدر نے فرمایا کہ اے میرے بھائیو میرے بیٹو تم حبیب ابن مظاہر جیسے بن جاؤ ، امام زمانہ علیہ السلام خود آپ کو تلاش کریں گے ۔ خود آپ کو اپنے پاس بلا لیں گے۔

آپ دنیا کے جس کونے میں ہوں اگر آپ حبیب بن مظاہر جیسے بن گئے تو راکٹ سے زیادہ تیز فرشتے آپ کو مولا امام زمانہ علیہ السلام کے پاس لے آئیں گے ۔

آپ نے جناب بلقیس کے تخت کا واقعہ سنا ہوا ہے وہ چشم زدن میں حضرت سلیمان کے پاس آگیا تھا اسی طرح آپ بھی چشم زدن میں مولا کے پاس ہوں گے لیکن اگر آپ حبیب نہ بنے تو مولا امام زمانہ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اٹھ کے چلے جاؤ آپ کی ضرورت نہیں ہے ۔

لہٰذا میرے بیٹو! مشکل ہم میں ہے امام میں نہیں ہے ، ہمارے آئمہ علیہم السلام اپنے شیعوں سے بہت محبت کرتے ہیں ۔ پس آپ متقی بن جاؤ۔

آپ نے قصہ سنا ہو گا کہ امام حسین علیہ السلام کا ایک زر خرید غلام تھا لیکن کربلا میں جب امام کا یہ غلام شہید ہوا تو جس طرح امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی اکبر کے رخسار پر اپنا رخسار رکھا بالکل اسی طرح اس کے رخسار پر بھی اپنا رخسار رکھا تھا۔

امام زمانہ علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے پوتے ہیں لہٰذا میرے بیٹو متقی بن جاؤ ۔ اس طرح غلام بن جاؤ کہ تاکہ امام زمانہ علیہ السلام اپنی آغوش میں لے لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

روزی کمانے کے حوالے سے اسلام کا موقف

مولانا محمد تقی ہاشمی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مؤمنین کی تعریف فرمائی ہے کہ جو دنیا میں بھی اچھا چاہتے ہیں اور آخرت میں بھی اچھا چاہتے ہیں ، ارشاد قدرت ہوتا ہے:

وَ مِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا ءَاتِنَا فىِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فىِ الْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ أُوْلَئكَ لهَُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُواْ وَ اللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَاب

(سورہ بقرہ آیت ۲۰۱)

اور ان میں سے کچھ صاحبان ایمان ایسے ہیں کہ جو کہتے ہیں اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا میں بھی اچھا عطا کر اور آخرت میں بھی اچھا دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے کئے کا نصیب پاتے ہیں اور اللہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت تحریر فرمائی ہے:

جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَ رَبَّنا آتِنا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً قَالَ رِضْوَانُ اللَّهِ وَ الْجَنَّةُ فِي الْآخِرَةِ وَ السَّعَةُ فِي الرِّزْقِ وَ الْمَعَاشِ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ فِي الدُّنْيَا.

(معانی الأخبار، النص، ص: ۱۷۵)

جمیل بن صالح امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے کلام (رَبَّنا آتِنا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً) کے بارے فرمایا:

آخرت میں حسنہ اللہ کا راضی ہونا اور جنت ہے اور دنیا میں حسنہ معیشت اور اچھا اخلاق ہے۔

پس مذکورہ آیت اور اس کی تفسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں دنیا کے اندر اچھی معیشت کا ہونا بری چیز نہیں ہے بلکہ اچھی چیز ہے جیسا کہ سورہ نجم کی آیت ۴۸ میں ہے:

وَ أَنَّهُ هُوَ أَغْنىَ وَ أَقْنىَ

(سورہ نجم آیت ۴۸)

اور اسی نے مالدار بنایا ہے اور سرمایہ عطا کیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علی ابن ابراہیم القمی رحمہ اللہ مولا امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک روایت تحریرفرماتے ہیں:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَ وَ أَنَّهُ هُوَ أَغْنى وَ أَقْنى- قَالَ أَغْنَى كُلَّ إِنْسَانٍ بِمَعِيشَتِهِ وَ أَرْضَاهُ بِكَسْبِ يَدِه.

تفسیر القمی ؛ ج۲ ؛ ص۳۳۹

امیر المؤمنین علیہ السلام سے اللہ کے اس کلام (وَاَنَّہٗ ہُوَ اَغۡنٰی وَاَقۡنٰی) کے فرمایا:

اللہ نے ہر انسان کو اس کی معیشت سے مال دار بنایا ہے اور اس کو اس کی ہاتھ کی کمائی کے سبب اطمئنان عطا فرماتا ہے ۔

رزق و روزی کمانے کی فضیلت:

انسان کے لئے کمانا اور رزق جمع کرنا اس وقت فضیلت رکھتا ہے کہ جب اس کا مقصد دین اسلام کی خدمت اور اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنا ہو۔

جیسا کہ شیخ حر عاملی رح اپنی مشہور کتاب الوسائل میں ایک روایت لکھتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي الْخُبْزِ وَ لَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ فَلَوْ لَا الْخُبْزُ مَا صَلَّيْنَا وَ لَا صُمْنَا وَ لَا أَدَّيْنَا فَرَائِضَ رَبِّنَا.

(وسائل الشیعۃ، ج۱۷، ص: ۳۱)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ ہمارے لئے روٹی میں برکت عطا فرما اور روٹی اور ہمارے درمیان جدائی نہ فرمانا کیونکہ اگر یہ روٹی نہ ہوتی تو ہم نماز نہ پڑھ سکتے اور نہ روزہ رکھ سکتے اور نہ ہی اپنے رب کے فرائض کو پورا کر سکتے۔

قارئین محترم ! آپ نے اس روایت کو ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح رسول خدا ﷺ روٹی کے بارے میں دعا مانگ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے اللہ روٹی اور ہمارے درمیان جدائی نہ ڈالنا اور پھر اس کی خوبصورت علت بھی بیان فرما دی کہ یہ روٹی دنیا کے مقصد کی خاطر نہیں ہے بلکہ اللہ کی اطاعت اور اس کے فرائض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں طاقت دیتی ہے۔

پس یہ ایک وسیلہ ہے اللہ کی اطاعت کرنے کا اور ہم جانتے ہیں کہ جب تک ہمارے جسم میں طاقت نہ ہو ہم اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے یا اللہ کی مخلوق کی خدمت نہیں کر سکتے یا عزاداری بپا نہیں کر سکتے ، پس پہلے ضروری ہے کہ انسان نیک کام کرنے اور اللہ کے فرائض کو پورا کرنے کے لئے جسم کو طاقت اور صحت پہنچائے اور طاقت و صحت رزق و روٹی اور روزی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی سے فرمایا:

قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ع لَا تَدَعْ طَلَبَ الرِّزْقِ مِنْ حِلِّهِ فَإِنَّهُ عَوْنٌ لَكَ عَلَى دِينِكَ وَ اعْقِلْ رَاحِلَتَكَ وَ تَوَكَّلْ.

(الأمالي (للمفيد)، النص، ص: 173)

کہ تم کبھی بھی حلال طریقے سے رزق کمانے کو ترک نہ کرنا کیونکہ یہی رزق تمہارے دین پر تمہارا مدد گار ہے اور اپنی سواری کو باندھو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

دنیا دار کون ہوتا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع وَ اللَّهِ إِنَّا لَنَطْلُبُ الدُّنْيَا وَ نُحِبُّ أَنْ نُؤْتَاهَا فَقَالَ تُحِبُّ أَنْ تَصْنَعَ بِهَا مَا ذَا قَالَ أَعُودُ بِهَا عَلَى نَفْسِي وَ عِيَالِي وَ أَصِلُ بِهَا وَ أَتَصَدَّقُ بِهَا وَ أَحُجُّ وَ أَعْتَمِرُ. (وسائل الشیعۃ، ج۱۷، ص: ۳۴)

عبد اللہ بن ابی یعفور نقل کرتا ہے کہ ایک بندے نے امام صادق علیہ السلام سے کہا:

کہ اللہ کی قسم ہو تو دنیا کے طلبگار لوگ ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ دنیا ہمیں ملے ، تو امام علیہ السلام نے اس سے پوچھا:

کہ تم اس دنیا سے کیا کرنا پسند کرتے ہو؟

تو اس نے جواب دیا کہ میں اس کو اپنی اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہوں اور اس دنیا کے ذریعے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور اس سے صدقہ کرتا ہوں ، اور حج اور عمرہ کرتا ہوں ۔

تو امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع لَيْسَ هَذَا طَلَبَ الدُّنْيَا هَذَا طَلَبُ الْآخِرَةِ

(وسائل الشیعۃ، ج۱۷، ص: ۳۴)

کہ یہ دنیا کا طلب کرنا نہیں ہے بلکہ یہ آخرت کا طلب کرنا ہے ۔

قارئین محترم !

آپ نے توجہ فرمائی کہ دنیا کمانے کا مقصد اگر اپنے اور اہل و عیال اور رشتہ داروں کی مدد کرنا، صدقہ کرنا اور حج وعمرہ کرنا بلکہ کوئی بھی نیک کام کرنا مقصد ہو تو یہ دنیا داری نہیں ہوتی بلکہ یہ دینداری ہوتی ہے۔

پس دنیا کو کمانا اس وقت برا ہے کہ جب اس کا مقصد فقط دنیا ہو لیکن اگر اس کا مقصد نیک ہو تو وہ دنیا کمانا عبادت ہے جیسا کہ موسیٰ بن بکر کہتا ہے کہ مجھ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ هَذَا الرِّزْقَ مِنْ حِلِّهِ لِيَعُودَ بِهِ عَلَى نَفْسِهِ وَ عِيَالِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْحَدِيثَ. (وسائل الشیعۃ، ج۱۷، ص: ۲۱)

کہ جو اس رزق کو حلال سے کمائے تاکہ اسے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔

اور اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے:

قَالَ: مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا اسْتِعْفَافاً عَنِ النَّاسِ وَ سَعْياً عَلَى أَهْلِهِ وَ تَعَطُّفاً عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ – وَ وَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

جو بھی انسان دنیا کو اس وجہ سے کمائے تاکہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائے اور اپنے اہل و عیال پر آسان پیدا کرتے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کر سکتے تو قیامت کے دن اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا۔

پس اگر انسان دنیا کو کمانے کی خواہش رکھتا ہو اور اس کا مقصد اہل و عیال اور پڑوسیوں پر مہربانی کرنا ہو تو یہ دنیا کا طلب کرنا عبادت ہوتا ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی اس حدیث کو بیان فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الْعِبَادَةُ سَبْعُونَ جُزْءاً أَفْضَلُهَا طَلَبُ الْحَلَالِ.

(الکافی (ط - الإسلامیة) ؛ ج5 ؛ ص78)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عبادت کے ستر حصے ہوتے ہیں اور سب سے افضل حصہ حلال کمانا ہے۔

اسی وجہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ عمرو بن جُمَیع کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُحِبُّ جَمْعَ الْمَالِ مِنْ حَلَالٍ يَكُفُّ بِهِ وَجْهَهُ وَ يَقْضِي بِهِ دَيْنَهُ وَ يَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ.

امام صادق علیہ السلام فرمایا:

اس بندے میں کوئی اچھائی نہیں ہے کہ جو حلال کے مال کو جمع کرنے کو پسند نہیں کرتا تاکہ اس سے وہ اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنے قرض کو اتارے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔

یعنی اگر اس کے مال کے جمع کرنے کا مقصد نیک ہو اور اپنے آپ کو لوگوں سے بے نیاز کرکے، اپنا قرضہ اتارنا اور رشتہ داروں کی مدد کرنا ہو تو ایسا مال جمع کرنے والا اچھائی اور خیر پر ہے لیکن جس کا مقصد فقط خود کی ذات ہو اور فقط اپنی خاطر ہی مال جمع کرتے تو وہ خیر پر نہیں ہے۔

نہ کمانے والے کی مذمت:

رزق نہ کمانے والی کی دعا قبول نہیں ہوتی:

روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع رَجُلٌ قَالَ لَأَقْعُدَنَّ فِي بَيْتِي وَ لَأُصَلِّيَنَّ وَ لَأَصُومَنَّ وَ لَأَعْبُدَنَّ رَبِّي فَأَمَّا رِزْقِي فَسَيَأْتِينِي فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع– هَذَا أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ.

(الکافی (ط - الإسلامیة) ؛ ج5 ؛ ص77)

عمر بن یزید کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ:

ایک بندہ کہتا ہے کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں گا اور میں نمازیں پڑھوں گا، روزے رکھوں گا اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہوں گا اور میرا رزق مجھ تک آجائے گا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

یہ بندہ ان تین لوگوں میں سے ہے کہ جن کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

بالکل اسی طرح کی ایک دوسری روایت بھی ہے کہ جس میں معلّیٰ بن خنیس اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ ایک دن امام صادق علیہ السلام نے ایک بندے کے بارے میں پوچھا تو میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا تو کسی نے بتایا:

فَقِيلَ أَصَابَتْهُ الْحَاجَةُ

اس کو مال کی ضرورت ہے۔

تو آپ علیہ السلام نے پوچھا:

قَالَ فَمَا يَصْنَعُ الْيَوْمَ

تو آج کے دن وہ کیا کرے گا؟

قِيلَ فِي الْبَيْتِ يَعْبُدُ رَبَّهُ

جواب دیا گیا کہ وہ گھر میں بیٹھ کر اپنے رب کی عبادت کرے گا۔

تو امام علیہ السلام نے پوچھا:

قَالَ فَمِنْ أَيْنَ قُوتُهُ

اس کی روزانہ کی خوراک کہاں سے آتی ہے؟

قِيلَ مِنْ عِنْدِ بَعْضِ إِخْوَانِهِ

جواب دیا گیا کہ اس کے بعض بھائیوں کی طرف سے۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع –وَ اللَّهِ لَلَّذِي يَقُوتُهُ أَشَدُّ عِبَادَةً مِنْهُ.

(وسائل الشیعۃ، ج۱۷، ص: ۲۶)

اللہ کی قسم جو اسے کھانا اور خوارک پہنچاتے ہیں وہ اس سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں ۔

قارئین محترم !

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جو بندہ گھر میں بیٹھ کر خالص عبادت میں مصروف رہتا ہے اور خود نہیں کماتا امام علیہ السلام نے اس کی مذمت فرمائی ہے ، حالانکہ وہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہے لیکن اس کے باوجود اسکی مذمت فرمائی اور یہاں تک فرما دیا کہ اللہ اس کی دعا تک قبول نہیں کرے گا۔

تو قارئین محترم ہم غور کریں کہ جو بندہ گھر میں عبادت کر رہا تھا اور کما نہیں رہا تھا امام اس سے راضی نہیں ہیں تو جو بندہ گھر میں سارا دن فارغ رہتا ہو اور فضول گھومتا پھرتا ہو اور گھر والوں کے لئے کماتا نہ ہو تو کیا امام علیہ السلام اسے پسند فرمائیں گے؟!

اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا تھا:

قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِنْ ظَنَنْتَ أَوْ بَلَغَكَ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ كَائِنٌ فِي غَدٍ فَلَا تَدَعَنَّ طَلَبَ الرِّزْقِ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا تَكُونَ كَلًّا فَافْعَلْ

(الكافي (ط - الإسلامية) ؛ ج‏5 ؛ ص79)

اگر تمہیں یہ ظن ہو یا تجھ یا تم تک یہ خبر پہنچے کہ کل کا رزق موجود ہے تو پھر بھی تم رزق کمانے کو نہ چھوڑا اور جتنا ہو سکے کوشش کرو کہ دوسروں پر بوجھ نہ بنو۔

اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہر امام نے اپنے ہاتھ سے کمانے کو عبادت کہا ہے اور وہ خود بھی اس عبادت میں مشغول رہے ، ابو بصیر نقل کرتا ہے کہ :عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ

کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے :

کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْمَلُ فِي بَعْضِ ضِيَاعِي حَتَّى أَعْرَقَ وَ إِنَّ لِي مَنْ يَكْفِينِي لِيَعْلَمَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنِّي أَطْلُبُ الرِّزْقَ الْحَلَالَ.

(وسائل الشیعۃ ؛ ج‏17 ؛ ص39)

بیشک میں آج بھی اپنی بعض زمینوں میں خود کام کرتا ہوں یہاں تک کہ پسینے میں ڈوب جاتا ہوں جبکہ میرے لئے اتنا کچھ موجود ہے کہ جو میرے لئے کافی ہے ، لیکن میں اس وجہ سے کام کرتا ہوں تاکہ اللہ عزوجل کو معلوم پڑ جائے میں میں رزق حلال کو کمانے والا ہوں ۔

پس قارئین کرام ! آپ نے غور فرمایا کہ چھٹے امام فرما رہے ہیں کہ میرے پاس سب کچھ ہے لیکن پھر بھی میں کام کرتا ہوں اور اتنا سخت کام کرتا ہوں کہ پورا جسم پسینے میں شرابور ہو جاتا ہے اور اس کا فقط ایک ہی مقصد ہے کہ اللہ کی نگاہ میں میں حلال رزق کمانے والا شمار ہو جاؤں چونکہ امام علیہ السلام جانتے تھے کہ حلال رزق کمانا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور ایک عظیم عبادت ہے لہٰذا وہ اس عبادت سے محروم نہیں رہنا چاہتے ۔

حلال رزق کمانے کے لئے مشقت اٹھانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے ، امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :

كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع يَخْرُجُ فِي الْهَاجِرَةِ فِي الْحَاجَةِ قَدْ كَفَاهَا يُرِيدُ أَنْ يَرَاهُ اللَّهُ يُتْعِبُ نَفْسَهُ فِي طَلَبِ الْحَلَالِ.

(وسائل الشیعۃ ؛ ج‏17 ؛ ص23)

امیر المؤمنین علیہ السلام گرمی کی دوپہر میں اپنی ایسی ضرورت کی خاطر نکل پڑتے کہ جو ان کے لئے کافی تھی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اللہ انہیں اس حال میں دیکھے کہ وہ خود کو حلال کمانے کی خاطر مشقت میں ڈال رہے ہیں ۔

علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

«في الحاجة قد كفيها» أي في حاجة كان له عليه السلام من يكفيها و هو لا يتعب نفسه أو كانوا يقولون له عليه السلام: نحن نفعل ذلك و لا تتعب

(روضة المتقين (ط - القديمة) ؛ ج‏٦ ؛ ص٤٣١)

ایسی حاجت جو ان کے لئے کافی تھی یعنی ایک ضرورت کو جس کو پورا کرنے کے لئے امام علیہ السلام کے علاوہ بہت سارے دیگر افراد موجود ہوتے تھے اور امام کو اس کے لئے خود مشقت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی یا وہ امام علیہ السلام سے کہتے تھے کہ ہم یہ کام کر دیتے ہیں آپ زحمت نہ فرمائیں ۔

لیکن اس کے باوجود گرمی کی دوپہر کی سخت گرمی میں امیر المؤمنین علیہ السلام حلال کمانے کے لئے نکل جاتے کیونکہ وہ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اللہ انہیں حلال کماتا ہوا دیکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سیدۃ نساء العالمین ☆

مولانا مختار حسین توسلی نجفی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فاطمة سيدة نساء العالمين من الأولين والآخرين۔

یعنی فاطمہ اول و آخر کے تمام زمانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(بحار الانوار ج: ۴۳، ص: ۴۹)

واضح رہے کہ عالمین کا اطلاق اول و آخر کے تمام زمانوں پر بھی ہوتا ہے اور کسی خاص زمانے پر بھی، خواہ اس سے تمام زمانے مراد لے جائیں یا کوئی خاص زمانہ مراد لیا جائے ہر دو صورت میں اول و آخر کی تمام عورتوں پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی سرداری ثابت ہوتی ہے، یعنی اگر عالمین سے تمام زمانے مراد لیے جائیں تو اس بات کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کہ جناب سیدہ ان سب زمانوں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور اگر اس سے خود حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا اپنا زمانہ مراد لیا جائے تب بھی اول و آخر کی تمام عورتوں پر آپ کی سرداری ثابت ہوتی ہے، کیونکہ آپ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خواتین کی سردار ہیں چونکہ امت مصطفیٰ باقی تمام امتوں سے افضل ہے لہٰذا آپ بھی باقی تمام امتوں کی خواتین سے افضل اور ان کی سردار قرار پاتی ہیں۔

جبکہ اہل سنت کے اکثر علماء اور مفسرین کے مطابق حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو تمام زمانوں کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، وہ اس بات کے ثبوت کے طور پر قرآن مجید کی اس آیہ شریفہ کو پیش کرتے ہیں جس میں ارشاد ہوتا ہے:

« وإذ قالت الملائكه يامريم إن الله اصطفاك وطهرك واصطفاك على العالمين.»

یعنی وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے، اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں عالمین کی تمام عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

(سورہ آل عمران: ۴۲)

اس آیہ شریفہ سے صاف پتہ چلتا ہے کی فرشتوں نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا سے خواب میں یا پردے کے پیچھے سے نہیں بلکہ براہ راست کلام کیا ہے، آیہ شریفہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلام کرنے والے فرشتے ایک سے زیادہ تھے، چنانچہ لفظ ملائکہ استعمال ہوا ہے۔

اس آیہ شریفہ میں جو نکتہ مورد بحث ہے وہ یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو اس بات کی بشارت دی ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں عالمین کی عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عالمین سے مراد کونسا زمانہ ہے؟ آیا اس سے مراد حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا اپنا زمانہ ہے یا اول و آخر کے سارے زمانے ہیں۔؟

اہل سنت کے اکثر مفسرین کا عقیدہ یہ ہے کہ یہاں پہ عالمین سے اول و آخر کے تمام زمانے مراد ہیں، اس لیے وہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کو اول آخر کی تمام عورتوں سے افضل سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک جن روایات میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو اول و آخر کی تمام عورتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے ان کا مفہوم مذکورہ بالا آیہ شریفہ کے ظاہری معنی کے خلاف ہے، لہٰذا وہ اس آیہ شریفہ کے ظاہری معنی کے مطابق جناب مریم سلام اللہ علیہا

کی فضیلت کے قائل ہیں۔

شیعہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں پہ عالمین سے مراد اول و آخر کے سارے زمانے نہیں جناب مریم سلام اللہ علیہا کا اپنا زمانہ ہے، اسی طرح اہل سنت کے بعض نامور مفسرین نے بھی اسی مطلب کو بیان کیا ہے، چنانچہ صاحب تفسیر طبری اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہاں پہ اللہ تعالی نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو ان کے اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے.

اسی طرح علامہ محمود آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آیہ شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے جناب مریم سلام اللہ علیہا کو اپنے زمانے کی عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے یہ اس بات کا لازمہ نہیں بنتا کہ وہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی افضل ہیں، اس کی تائید میں ابن عباس سے مروی ایک روایت کو نقل کرتے ہیں جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

« أربعُ نِسوَةِ ساداتُ عالَمِهِنَّ، مريمُ بنتُ عِمرَانَ و آسيةُ بنتُ مزَاحِم إمرأةُ فرعونَ وخديجةُ بنتُ خُوَيلِد و فاطمةُ بنتُ محمّدِ صل اللہ عليه وآله وسلم، وأفضلُهُنَّ عالَما فاطمةُ.»

چار خواتین اپنے اپنے زمانے کی سردار ہیں، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لیکن زمانے کے اعتبار سے فاطمہ ان سب سے افضل ہیں۔

(کنز العمال ج: ۱۲، ص: ۱۴۵، رقم حدیث: ۳۴۴۱۱)

علامہ آلوسی مزید لکھتے ہیں کہ یہ روایت مرسلہ ہے لیکن اس کی سند صحیح ہے، پس مذکورہ بالا آیہ شریفہ میں عالمین سے مراد حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا اپنا زمانہ ہے، اول و آخر کے سارے زمانے اس میں شامل نہیں ہیں، اس پر علماء و محققین نے بہت سارے شواہد و قرائن ذکر کیے ہیں ان میں سے چند ایک بطور نمونہ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :-

✍ بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں عالمین پر فضیلت دی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:» واسماعيل واليسع ويونس ولوطا وكلا فضلنا على العالمين.»

یعنی ہم نے اسماعیل، یسع، یونس اور لوط کو عالمین پر فضیلت دی ہے۔

(سورہ انعام آیت : ۸۶)

اس آیہ شریفہ کا ظاہر یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالی نے مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام کو تمام انسانوں پر چاہے انبیاء ہوں یا غیر انبیاء فضیلت عطا فرمائی ہے، جب کہ کوئی بھی مسلمان اس بات کا قائل نہیں ہے کہ مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں، بلکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے افضل ہیں بلکہ ان سب کے سردار بھی ہیں، پس اس آیہ شریفہ کا معنی یہ بنے گا کہ مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔

✍ قرآن مجید میں چند آیتیں ایسی ہیں جن میں واضح طور پر اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو عالمین پر فضیلت دی ہے، بطور نمونہ صرف ایک آیہ شریفہ کو پیش کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

« ولقد أتينا بني إسرائيل الكتاب والحكم و النوبة ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على العالمين.»

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب حکمت اور نبوت دی اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں اور ہم نے انہیں عالمین پر فضیلت دی۔

(سورہ جاثیہ آیت : ۱۶)

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ اور ان جیسی دیگر آیات میں عالمین سے مراد بنی اسرائیل کا اپنا زمانہ ہے، باقی زمانے مراد نہیں ہیں، یعنی اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو ان کے اپنے زمانے کے تمام اقوام پر فضیلت دی ہے، اسی لیے بیشتر انبیاء بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے، سب سے زیادہ معجزات انہیں دکھائے گئے، ان کے لیے دریا شق کیا گیا اور ان پر من و سلوا نازل کیا۔

واضح رہے کہ جس طرح پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی تمام انبیاء کے سردار اور ان سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی امت بھی سابقہ انبیاء کی امتوں سے افضل ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں تمام علماء المسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے۔

بالفرض اگر بنی اسرائیل کو اول و آخر کے تمام زمانے کی اقوام پر فضیلت دی گئی ہوتی تو انہی کو ہی خیر امت یعنی بہترین امت کے شرف سے بھی نوازا جاتا، جبکہ ہمیں قرآن مجید میں واضح طور پر ملتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس شرف سے امت محمدی کو نوازا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:
كنتم خير أمة أخرجت للناس......»

یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں(کی اصلاح) کے لیے پیدا کئے گئے ہو۔(سورہ آل عمران: ۱۱۰)

علاوہ ازیں بنی اسرائیل کو تمام اقوام عالم پر فضیلت دی گئی ہوتی تو انہی کو ہی امت وسط ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوتا جبکہ قرآن مجید میں یہ اعزاز بھی امت محمدی کو دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:» وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس يكون الرسول عليكم شهيدا.»

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گوارا رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔(سورہ بقرہ: ۱۴۳)

اگر بنی اسرائیل امت وسط ہوتے تو قیامت کے دن حضرت موسیٰ ان پر اور وہ خود دیگر اقوام پر شاہد ہوتے جبکہ اس آیہ شریفہ میں امت محمدی کو امت وسط قراردیا ہے ، لہٰذا یہی امت قیامت کے دن باقی اقوام پر شاہد اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان پر شاہد ہوں گے۔

پس جن آیات شریفہ میں بنی اسرائیل کو عالمین پر فضیلت اور فوقیت دینے کی بات کی گئی ہے ان میں عالمین سے مراد بنی اسرائیل کا اپنا زمانہ ہے اول وآخر کے سارے زمانے مراد نہیں ہیں۔

جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی آیت کے ذریعے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اسی طرح انہوں نے اپنے کلام کے ذریعے ہمیں یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو اولین وآخرین کی تمام کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

لہٰذا حضرت مریم سلام اللہ علیہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار جب کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں جن میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا بھی شامل ہیں۔

چنانچہ مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کے بارے میں فرمایا:

فاطمة سيدة نساء العالمين، فقيل يا رسول الله ! أهي سيدة نساء عالمها.؟ فقال (صلى الله عليه واله وسلم) ذاك لمريم بنت عمران، كانت سيدة نساء عالمها، فإما إبنتي فهي سيدة نساء العالمين من الأولين والآخرين...»

فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں،آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا فاطمہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں ۔؟ آپ نے فرمایا: یہ مریم بنت عمران کا مقام ہے، وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں جبکہ میری بیٹی فاطمہ اولین و آخرین کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔(الأمالي، مجلس : ۲۶، ص : ۱۸۷، موسسة البعثة قم، ۱۴۱۷)

نیز ایک دوسری روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا:» يا بنية أمَا تَرضَينَ إنك سيدةَ نساءِ العالمين، قالَت يا أبَتِ ! فأين مريمُ بنتِ عِمرَان.؟ قال تِلكَ سيدةُ نساءِ عالمها وانَتَ سيّدةُ نساءِ عالمك.»

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہو، جناب سیدہ نے پوچھا پھر جناب مریم بنت عمران کا مقام کیا ہوگا۔؟ آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی ! وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو، گویا تم تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔(مناقب آل ابی طالب ج: ۳ ، ص: ۱۰۵ ، اشاعت : ۱۳۷۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة.

بے شک فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں ۔

(صحیح بخاری ج: ۴، ص: ۱۸۳، باب علامات النبوة فی الِاسلام، ج : ۷، ص: ۱۴۲، کتاب الاستئذان، نشر : ۱۴۰۱ھ، مناقب آل ابی طالب ج:۳، ص: ۱۰۵، باب مناقب فاطمہ، اشاعت :۱۳۷۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اُس فرمان سے اعلیٰ و ارفع مقام رکھتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ فاطمہ عالمین کی خواتین کی سردار ہیں، کیونکہ جنت میں فقط مومنہ عورتیں ہوں گی اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ان سب کی سردار ہونگی جن میں جناب حوا، جناب حاجرہ، جناب سارا، جناب مریم ، جناب آسیہ اور جناب خدیجہ سلام اللہ علیہن جیسی بر گزیدہ خواتین بھی شامل ہیں ، اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ آپ دنیا میں بھی بطریق اولیٰ ان سب عورتوں کی سردار ہیں۔

والسلام علی من اتبع الہدی.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن میں انسانی حقوق

(قسط دوم)

مولانا مفید حسین نجفی

دوسرا حق :

حق حریت :

اسلام نے انسانی حریت اور آزادی کو خاصی اہمیت دی ہے جس کے بہت سے مظاہر ہیں ان میں سے چند کا ذکر بالاختصار کرتے ہیں ۔

اول :

دین کے اختیار میں آزادی :

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

لا إِكْراهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ فقد اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقى لاَ انْفِصامَ لَها وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة٢٥٦)

دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے. ہدایت گمراہی سے الگ اور واضح ہوچکی ہے. اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسّک ہوگیا ہے جس کے ٹوٹنے کا امکان نہیں ہے اور خدا سمیع بھی ہے اور علیم بھی ہے ۔

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

إنّ آية الكرسيّ في الواقع هي مجموعة من توحيد الله تعالى و صفاته الجمالية و الجلالية التي تشكّل أساس الدين، و بما أنّها قابلة للاستدلال العقلي في جميع المراحل و ليست هناك حاجة للإجبار و الإكراه تقول هذه الآية: لا إِكْراهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (الامثل ج ٢ ص ٢٥٩)

بتحقیق آیت الکرسی حقیقت میں اللہ تعالی کی توحید اور صفات جمالیہ و جلالیہ کا مجموعہ ہے جوکہ دین کی اساس ہیں ۔ اور چونکہ یہ چیزیں اپنے تمام مراحل میں عقلی طور پر قابل استدلال ہیں اور اجبار اور اکراہ کی محتاج نہیں ہیں لہٰذا یہ آیت بتاتی ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے کہ بے شک کمال تک پہنچانے کا راستہ ٹیڑھے راستے سے الگ کیا گیا ہے ۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ دین کے اختیار میں انسان خود مختار ہے ، آزاد ہے اس کو کسی عقیدے کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے ۔ بلکہ عقلی طور پر انسان کو کسی خاص عقیدے پر مجبور کرنا نا ممکن ہے کیونکہ عقیدے کا تعلق دل سے ہے اور جس چیز کا تعلق دل سے ہو اس پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا چونکہ قلبی امور جبر کو قبول نہیں کرتے ۔ ہاں البتہ دلیل کے ذریعے کسی کو قائل کیا جاسکتا ہے ۔ مگر یہ یاد رہے کہ اگر انسان نے اپنی مرضی سے غلط دین کو اختیار کیا تو قیامت میں اس کے مطابق اسے عذاب ضرور ملے گا اگرچہ دنیا میں انسان آزاد ہے دین کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے ۔

دوم :

آزاد انسان کو غلام بنانے کی ممانعت :

اسلام اس چیز کو جائز نہیں سمجھتا ہے کہ کسی آزاد انسان کو غلام بنایا جائے ۔ اگر کسی نے اپنے زعم میں کسی آزاد کو غلام بنا بھی لیا تو حقیقت میں وہ غلام نہیں ہوگا لہٰذا اس پر غلاموں کے احکام لاگو نہیں ہوتے ۔ چنانچہ روایات کثرت سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کسی آزاد کو غلام بنانا منع ہے ۔

- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِنَّ الْحُرَّ حُرٌّ عَلَى جَمِيعِ أَحْوَالِهِ إِنْ نَابَتْهُ نَائِبَةٌ صَبَرَ لَهَا وَ إِنْ تَدَاكَّتْ عَلَيْهِ الْمَصَائِبُ لَمْ تَكْسِرْهُ وَ إِنْ أُسِرَ وَ قُهِرَ وَ اسْتُبْدِلَ بِالْيُسْرِ عُسْراً كَمَا كَانَ يُوسُفُ الصِّدِّيقُ الْأَمِينُ ص لَمْ يَضْرُرْ حُرِّيَّتَهُ أَنِ اسْتُعْبِدَ وَ قُهِرَ وَ أُسِرَ (الكافي ج ۲ ص ۸۹ باب الصبر)

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبد اللہ ع کو سنا کہ آپ فرما رہے تھے : آزاد ہر حالت میں آزاد ہے ---

سوم :

غلاموں کو آزاد کرانے کی ترغیب :

اسلام نہ صرف آزاد لوگوں کو غلام بنانے سے روکتا ہے بلکہ جو ذاتا غلام ہیں ان کو بھی آزاد کرانے کا حکم دیتا ہے ۔ کہیں غلام آزاد کرانے کو واجب سمجھتا ہے تو کہیں مستحب ۔ اور اس پر بہت زیادہ اجر کا ذکر کرتا ہے ۔

قرآن کریم کی کئی آیات میں غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم واجب تخییری کے طور پر موجود ہے ۔ جیسا کہ قسم کو توڑنے کے کفارے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

لا يُؤاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ في أَيْمانِكُمْ وَ لكِنْ يُؤاخِذُكُمْ بِما عَقَّدْتُمُ الْأَيْمانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعامُ عَشَرَةِ مَساكينَ مِنْ أَوْسَطِ ما تُطْعِمُونَ أَهْليكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْريرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ ذلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمانِكُمْ إِذا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوا أَيْمانَكُمْ كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آياتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدہ آیت ۸۹)

خدا تم سے بے مقصد قسمیں کھانے پر مواخذہ نہیں کرتا ہے لیکن جن قسموں کی گرہ دل نے باندھ لی ہے ان کی مخالفت کا کفارہ دس مسکینوں کے لئے اوسط درجہ کا کھانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کا کپڑا یا ایک غلام کی آزادی ہے .... پھر اگر یہ سب ناممکن ہو تو تین روزے رکھو ...._ کہ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب بھی تم قسم کھا کر اس کی مخالفت کرو اپنی قسموں کا تحفظ کرو کہ خدا اس طرح اپنی آیات کو واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ شاید تم اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ ۔

ظہار کے کفارے کا ذکر ملتا ہے :

ظہار سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دے اور کہے کہ تمہاری پشت میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہو ۔ قبل از اسلام یہ طلاق شمار ہوتا تھا جبکہ اسلام میں اس سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ شوہر پر کفارہ واجب ہوجاتا ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

وَ الَّذينَ يُظاهِرُونَ مِنْ نِسائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِما قالُوا فَتَحْريرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَماسَّا ذلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَ اللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ خَبيرٌ (المجادلہ آیت ۳)

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے :

أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ: سَأَلَ الْحُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنْ رَجُلٍ ظَاهَرَ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ فَقَالَ يُكَفِّرُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ كَفَّارَةً وَ سَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ وَ جَارِيَتِهِ مَا عَلَيْهِ قَالَ عَلَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا كَفَّارَةٌ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِيناً.(الکافی ج ۶ ص ۱۵۸ باب الظهار)

صفوان کہتے ہیں کہ حسین بن مھران نے امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے چار عورتوں سے ظہار کیا تھا۔ آپ ع نے فرمایا : ان میں سے ہر عورت کے بدلے میں کفارہ ادا کرے ۔ اور پوچھا ایک ایسے آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی اور کنیز سے ظہار کیا تھا کہ اس پر کیا واجب ہے ؟ آپ ع نے فرمایا : ان دونوں میں سے ہر ایک کے بدلے میں کفارہ کے طور پر ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔

قتل خطا پر کفارے کا ذکر میں بھی ملتا ہے :

وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلاَّ خَطَأً وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْريرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ دِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ إِلاَّ أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْريرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ إِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ ميثاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ وَ تَحْريرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ شَهْرَيْنِ مُتَتابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَ كانَ اللَّهُ عَليماً حَكيماً (النساء ۹۲)

" اور کسی مومن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کردے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے قتل کردے اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے

اور مقتول کے وارثوں کو دیت دے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر مقتول ایسی قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور(اتفاق سے) خود مومن ہے تو صرف غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر ایسی قوم کا فرد ہے جس کا تم سے معاہدہ ہے تو اس کے اہل کو دیت دینا پڑے گی اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا اور غلام نہ ملے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے یہی اللہ کی طرف سے توبہ کا راستہ ہے اور اللہ سب کی نیتوں سے باخبر ہے اور اپنے احکام میں صاحب حکمت بھی ہے ".

اس کے علاوہ بہت سے افعال کے نتیجے میں انسان پر کفارہ واجب ہوجاتا ہے جس پر غلام آزاد کرانا واجب تخییری ہوجاتا ہے ۔

جیسا کہ اگر کسی نے عمدا روزہ افطار کیا تو کفارہ کے طور پر تین چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرے ۔ یا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا پھر ایک غلام آزاد کرے یا پھر ساٹھ روزے رکھے ۔

یہ سب وہ موارد تھے جن میں غلام کو آزاد کرنا واجب تھا ۔ ان موارد کے علاوہ ایسے ہی غلاموں کو آزاد کرنا مستحب ہے اور روایات میں غلام آزاد کرنے پر غیر معمولی اجر کا ذکر ملتا ہے ۔ رسول اللہ ص سے مروی ہے :

الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطُّوسِيُّ فِي الْأَمَالِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَخْلَدٍ عَنِ الْخَالِدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ (عَلِيٍّ) ع تُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَ لَهُ بِكُلِّ عُضْوٍ فَكَاكُ عُضْوٍ مِنْهُ مِنَ النَّارِ.(وسائل الشيعة ج ٢٣ ص ١١ كتاب العتق باب استحبابه ح ٨)

فاطمہ بنت علی اپنے بابا (علی مرتضی ع) کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپ ع نے فرمایا کہ رسول اللہ ص نے فرمایا : جس نے ایک مومن غلام کو آزاد کیا تو اس غلام کے جسم کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے جسم کے ایک عضو کو جہنم سے آزاد کیا جائے گا ۔

اہل البیت ع کی سیرت میں بھی غلام آزاد کرنے کی سنت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ روایت میں ہے کہ مولا علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے ایک ہزار غلام آزاد کئے ۔ چنانچہ وسائل الشیعہ میں حر عاملی رح نے روایت نقل کی ہے :

وَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ: وَ لَقَدْ أَعْتَقَ عَلِيٌّ ع أَلْفَ مَمْلُوكٍ لِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ بَرَّتْ) فِيهِمْ يَدَاهُ.

(وسائل الشيعة ج ٢٣ ص ١٠)

---- معاویہ بن وہب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی طویل حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ آپ ع نے فرمایا : علی ع نے اللہ تعالی کی خوشنودی ایک ہزار غلام آزاد کرائے اور ان کو خریدنے کے لئے کمائی کرتے کرتے آپ کے ہاتھ زخمی ہوگئے تھے ۔

چہارم :

عفت میں آزادی :

اصل آزادی وہ ہے جو انسان کو اس کی پاک فطرت پر عمل کرنے سے نہیں روکا جائے اور اس کے خلاف تربیت نہ کی جائے ۔

اللہ نے انسان کو فطرت اسلام پر خلق فرمایا ہے اسلئے جس کی فطرت سالم ہو اس کے لئے اسلامی احکام کی مخالفت کرتے ہوئے بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے اور غمزدہ ہوجاتا ہے ۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْها لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّهِ ذلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَ لكِنَّ أَكْثَرَ النّاسِ لا يَعْلَمُونَ (سورہ روم آیت ٣٠)

آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الہیٰ ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے یقینا یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے ۔

لہٰذا انسان فطرتا عفت اور پاکدامنی چاہتا ہے اور اسلام پاکدامنی چاہنے والی خاتون کو فحاشیت پر مجبور کرنے سے منع کرتا ہے جو کہ حریت پسندی کی بہترین مثال ہے ۔ اور خلاف فطرت فحاشیت پر مجبور کرنا حریت کے خلاف ہے ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

وَ لا تُكْرِهُوا فَتَياتِكُمْ عَلَى الْبِغاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَياةِ الدُّنْيا (سورة النور آية ٣٣)

اور خبردار اپنی کنیزوں کو اگر وہ پاکدامنی کی خواہشمند ہیں تو زنا پر مجبور نہ کرنا کہ ان سے زندگانی دنیا کا فائدہ حاصل کرنا چاہو .

نماز کو اول وقت پر انجام دینے کا اجر و ثواب اور اس کے آثار

مولانا شہباز حسین مہرانی نجفی

نماز دین کا ستون ، مومن کی معراج، قبول اعمال کی اساس اور انسان اور خالق کے درمیان بہترین وسیلہ ہے ، اور اس کو انجام دینے کے لیے بعض شروط و شرائط ہیں اور بعض آداب ہیں اوران آداب میں سے ایک ادب اور مستحب یہ ہے کہ انسان نماز کو اول وقت میں ادا کرے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہو رہا ہے کہ :

حافِظُوا عَلَى الصَّلَواتِ وَ الصَّلاةِ الْوُسْطى (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

ترجمہ: نمازوں کی محافظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی۔ پنجگانہ نمازوں کی محافظت کا ایک مطلب یہ ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے کیونکہ نماز کی ادائیگی میں تاخیر سہل انگاری شمار ہوتی ہے ۔

نماز ظہراور نماز فجر کے لئے قرآن کریم اور روایات میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ ان کو اول وقت پر انجام دو جیسا کہ نماز فجر کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے کہ :

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كانَ مَشْهُوداً

(سورہ اسراء آیت ۷۸)

ترجمہ :فجر کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے۔ فریقین کے مصادر میں آیا ہے کہ:

صلاة الفجر تشهد ہ ملائكة الليل و ملائكة النهار

(الكافی ۳: ۲۸۲)

رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز صبح کا مشاہدہ کرتے ہیں للذا صبح کی نماز، فجر کے اول وقت میں پڑھی جائے تو ان فرشتوں کے مشاہدے میں آتی ہے ۔

اور اسی طرح روایات اسلامی میں نماز کو اول وقت پر انجام دینے کی بہت زیادہ فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

فَضلُ اَلْوَقْتِ اَلْأَوَّلِ عَلَى اَلْأَخِيرِ كَفَضْلِ اَلْآخِرَةِ عَلَى اَلدُّنْيَا

(مكارم الأخلاق , جلد ۱ , ص ۳۰۱)

نماز کا اول وقت ، آخر وقت پر اسی طرح فضیلت رکھتا ہے جس طرح آخرت دنیا پر فضیلت رکھتی ہے ۔

اور اسی طرح امام علیہ السلام شیعوں کو پہچاننے کا ایک طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ :

اِمْتَحِنُوا شِيعَتَنَا عِنْدَ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ كَيْفَ مُحَافَظَتُهُمْ عَلَيْهَا

(قرب الإسناد ص: ۷۸)

ہمارے شیعوں کی اوقاتِ نماز کے ذریعہ آزمائش کرو اور دیکھو کہ وہ اوقاتِ نماز کی کس طرح حفاظت کرتے ہیں ۔

نماز کو اول وقت پر انجام دینے کا اجر و ثواب

نماز کو اول وقت پر انجام دینے والے کا اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اور آخرت میں

اجر و ثواب عطا کرے گا ۔

دنیا میں اجر و ثواب :

اس دنیا میں اسے یہ ثواب ملتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی نیک خواہشوں کو پورا فرماتا ہے ۔امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

كَلَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عليه السلام قَالَ مُوسَى إِلَهِي مَا جَزَاءُ مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِهَا قَالَ أَعْطِيَتُهُ سُؤْلَهُ وَ أُبِيحُهُ جَنَّتِي الْخَبَرَ

(بحارالانوار، ج ۸۲، ص ۲۰۴)

حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے کلام کیا اور عرض کیا کہ اے میرے خدا ! جو شخص نماز کو اول وقت پر ادا کرتا ہے تو اسے کونسا اجرو ثواب ملتا ہے ؟ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ : مجھ سے جو چیز مانگتا ہے میں اسے وہ عطا کرتا ہوں اور اس کے لئے میں نے بہشت کو مباح قرار دیا ہے ۔

آخرت میں اجر و ثواب :

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ثواب الاعمال و عقاب الاعمال کے باب (اول وقت میں پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کا ثواب)میں دو روایات ذکر کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ص الْمَسْجِدَ وَ فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ تَدْرُونَ مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ رَبَّكُمْ يَقُولُ هَذِهِ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ الْمَفْرُوضَاتُ فَمَنْ صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لَقِيَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ أُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَ مَنْ لَمْ يُصَلِّهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَذَلِكَ إِلَيَّ إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَ إِنْ شِئْتُ غَفَرْتُ لَه

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص 208)

حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) مروی ہے کہ : ایک دن حضرت رسول خدا مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کے چند اصحاب بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ :کیا جانتے ہو تمہارے پروردگار نے تمھیں کیا فرمایا ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہم سے بہتر جانتے ہیں ۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ : تمھارے رب نے فرمایا ہے جو شخص پنجگانہ واجب نمازوں کی ادائیگی کرے اور ان کے اوقات کا خیال رکھےاور ان کی محافظت کرے تو وہ قیامت والے دن اس حالت میں میرا دیدار کرے گا کہ اس کا مجھ پر عہد وپیمان ہوگا۔ میں اس عہد کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرونگا اور جو انہیں بروقت بجا نہ لائے گا اور اوقات نماز کا خیال نہیں رکھے گا تو پھر یہ مجھ پر ہے کہ میں اسے عذاب دوں یا اسکی مغفرت کروں۔

نماز کو اول وقت پر انجام دینے کے آثار اور فوائد

نماز کو اول وقت پر انجام دینے کے بہت زیادہ فوائد و آثار ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں ۔

(الف) نماز کو اول وقت پر انجام دینے سے خود نماز میں خضوع و خشوع پیدا ہوتا ہے :خضوع و خشوع کا تعلق انسان کی دل و قلب کے ساتھ ہے اور جس دور میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس میں بہت سارے مشاغل ہیں جس میں انسان کا دل دنیا میں مشغول رہتا ہے لیکن ایک چیز ہمارے اختیار میں ہے وہ یہ ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر انجام دیں اور جتنا ممکن ہو اس نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور یہ چیز ہمارے اختیار میں ہے ۔اور جو شخص نماز کو خضوع و خشوع کے ساتھ انجام دیتا ہے وہ مومن ہے اور کامیاب ہے ۔ارشاد رب العزت ہے کہ :

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۔الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۔(سورہ مومنون آیات ا ۔ ۲)

ترجمہ : وہ ایمان والے یقینا فلاح پا گئے ۔جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں ۔

(ب) نماز کو اول وقت پر انجام دینے سے رضائے الھی اور خوشنودی خدا حاصل ہوتی ہے : کائنات میں سب سے قیمتی چیز رضائے الھی اور خوشنودی خدا ہے اور رضائے الھی نماز کو اول وقت پر انجام دینے میں ہے ، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ :

أَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللَّهِ

اول وقت پر نماز پڑھنا رضائے الھی ہے ۔

(عوالی اللئالی ج ۲ ص ۲۱۳)

رضائے الھی اور خوشنودی خدا کے نتیجہ میں دنیا وآخرت میں سکون و راحت

اور آرام ملتا ہے، جس کو حاصل کرنے کے لیے انسان پوری زندگی گزار دیتا ہے لیکن جس چیز میں سکون و راحت ہے اس کو انجام دینے میں سستی کرتا ہے اگر اس میں سستی نہ کرے اور پابندی کے ساتھ اول وقت پر نماز پڑھے تو دنیا کی تمام پریشانیاں اور تکلیفیں دور ہوجائیں کیونکہ اول وقت پر نماز پڑھنے سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور رضائے الٰہی کے نتیجہ میں تمام مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ تمام علل و اسباب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(ج) نماز کو اول وقت پر انجام دینے سے شیطان مومن سے دور ہوجاتا ہے : جتنا مومن معنوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا اتنا شیطان سے دور ہوجائے گا، امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

لاَ يَزَالُ اَلشَّيْطَانُ ذَعِراً مِنَ اَلْمُؤْمِنِ مَا حَافَظَ عَلَى اَلصَّلَوَاتِ اَلْخَمْسِ فَإِذَا ضَيَّعَهُنَّ تَجَرَّأَ عَلَيْهِ وَ أَوْقَعَهُ فِي اَلْعَظَائِمِ

(عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۲ ص ۲۸)

شیطان ہمشہ اس مومن سے خوفزدہ ہوتا ہے جو اپنی پنجگانہ نمازوں کی حفاظت کرتا ہے (اول وقت پر انجام دیتا ہے) پس اگر اس نے نماز کو ضایع کیا (اول وقت پر انجام نہیں دیا) تو شیطان اس پر جرات کرتا ہے اور اس سے بڑے گناہ کرواتا ہے۔

اور اسی طرح اول وقت پر نماز انجام دینے کے اور بھی فوائد اور آثار ہیں جیسے زندگی میں برکت، دنیاوی پریشانیوں کا ختم ہونا، مال و دولت اور اولاد صالح کی فراوانی اور موت کا آسان ہونا، قبر کی پہلی رات آرام میں ہونا اور قیامت کے دن حساب و کتاب میں آسانی وغیرہ۔

اس کے برخلاف جو شخص نماز کو اہمیت نہیں دیتا اور اول وقت پر ادا نہیں کرتا اس کی قرآن مجید اور روایات میں بہت زیادہ مذمت ہوئی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ :

عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ : لَيْسَ عَمَلٌ أَحَبَّ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ اَلصَّلاَةِ فَلاَ يَشْغَلَنَّكُمْ عَنْ أَوْقَاتِهَا شَيْءٌ مِنْ أُمُورِ اَلدُّنْيَا فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ ذَمَّ أَقْوَاماً فَقَالَ: اَلَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلاٰتِهِمْ سٰاهُونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ غَافِلُونَ اِسْتَهَانُوا بِأَوْقَاتِهَا .

(بحار الانوار ج ۸۰ ص ۱۳)

اللہ تعالی کے نزدیک نماز سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے بس یاد رکھو کوئی چیز تمہیں اول وقت نماز پڑھنے سے باز نہ رکھے کیونکہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئےارشاد فرماتے ہیں کہ تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں یعنی تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اوقات نماز سے غافل رہتے ہیں اور اول وقت نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہیں۔

یقیناً خوشنصیب ہے وہ مومن جس کو اول وقت پہ نماز پڑھنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے، کیا معلوم کس وقت موت آجائے اور اس کے بعد انسان حسرت کرے کہ اے کاش میں نماز کو اول وقت پہ انجام دیتا اور یہ حسرت کبھی بھی پوری نہیں ہوگی اس لیے ضروری ہے کہ دنیاوی و اخروی اجر و ثواب اور اسی طرح فوائد و آثار کو حاصل کرنے کے لیے نماز کو اول وقت پر انجام دینا چاہیے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نمازیوں میں سے قرار دے اور اول وقت پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقر و غربت کا ثواب

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْفَقْرَ أَمَانَةً عِنْدَ خَلْقِهِ فَمَنْ سَتَرَهُ أَعْطَاهُ اللَّهُ مِثْلَ أَجْرِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ

الكافي (ط - الإسلامية) ؛ ج2 ؛ ص260

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے علی علیہ السلام اللہ نے فقر و غربت کو اپنی مخلوق کے پاس امانت قرار دیا ہے، پس جو اسے چھپائے گا تو اللہ اسے روزے دار اور راتوں کو عبادت میں کھڑے ہونے والے کا اجر و ثواب عطا فرمائے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: اگر ایک گھر میں دو فیملی رہتی ہیں اور خالہ کی بیٹیاں ۲۴ گھنٹے آمنے سامنے ہوں تو اس کے لیے کیا حکم ہے ہوں بھی نامحرم؟

جواب: بسمہ سبحانہ! ہم سب کا فریضہ ہے کہ اپنے ہاتھ، منہ اور جسم کو نامحرم سے چھپائیں اور نا محرم کا بھی فریضہ ہے کہ وہ نامحرم کے سامنے نہ جائے اور کوئی بھی نامحرم چوبیس گھنٹے ایک دوسرے کے سامنے نہیں رہتے اور ایک ہی گھر میں رہنا بے پردگی کا عذر نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: شعب ابی طالب میں کتنے لوگ اور کون ساتھ تھے کیونکہ نام کسی کتاب میں نہیں مل رہے ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! شعب ابی طالب میں جناب خدیجہؑ، امیر المؤمنینؑ اور ان کے بھائی، ماں موجود تھے اور ان کے علاوہ کسی اور کا وہاں ہونا ثابت نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: جو عورتیں حاملہ ہوں، عام طور پر ان کو بولا جاتا ہے کہ وہ بالکل حرکت نہ کریں اور جتنی دیر چاند گرہن ہے اتنی دیر کوئی حرکت نہ ہو تاکہ بچے پر کوئی اثر نہ پڑے اور عورت کے شوہر کو کہا جاتا ہے کہ پیدل چلتا رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ اس کا اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! شریعت میں اس کے بارے میں کوئی خاص حکم ثابت نہیں ہے البتہ بعض علوم کے ماہر کچھ نصیحتیں کرتے ہیں جو آپ کو جنتریوں میں ملیں گی اور بہتر ہے کہ چاند گرہن یا سورج گرہن کے وقت بیوی سے جماع نہ کریں ورنہ ہونے والا بچہ عیب دار ہو گا جیسا کہ تجربوں سے معلوم ہوا ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا جوراب پہننا فرض ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! عورت پر واجب ہے کہ اپنے سارے جسم کو نامحرم سے چھپائے اور جو اپنے جسم کو نہیں چھپائے گی وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ کے لئے تیار رکھے اور نماز کے دوران عورت کے لئے ضروری ہے چاہے نامحرم دیکھے یا نہ دیکھے پاؤں کے اوپر والے حصے کو لمبے برقعہ کے ساتھ چھپائے یا جوراب پہن کر پاؤں کا اوپر والا حصہ چھپائے اور عورت کا فریضہ ہے کہ جب نامحرموں میں نماز پڑھ رہی ہو تو نماز میں اپنے تمام جسم کو ڈھانپے اور صرف اور صرف سجدے کے وقت پیشانی سے کپڑے کو دور کرے تاکہ سجدہ گاہ پر اپنی پیشانی رکھ سکے۔ واللہ العالم

سوال: اگر کسی کو قضاء نمازوں کا علم نہ ہو کہ کتنی ہیں تو کیسے قضاء پڑھے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! احتیاط کے طور پر آپ اپنی نمازیں اس قدر ادا کریں کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ کے ذمہ کوئی نماز باقی نہیں رہی۔ واللہ العالم

سوال: اونٹ میں کتنے حصے ڈال سکتے ہیں؟ جیسے گائے میں سات ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں چاہے نر (بیل) ہو یا مادہ (گائے) اور اسی طرح اونٹ اور اونٹنی کی قربانی میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور منی میں گائے (نر و مادہ) کی قربانی میں پانچ آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور بھینسوں میں سے نر کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے کی جا سکتی ہے اور مادہ بھینس کی قربانی میں سات آدمیوں کی طرف سے ایک جانور کی قربانی ہو سکتی ہے اور یہ سب اس وقت ہے جب مؤمنین ایک قربانی کرنے میں مجبور نہ ہوں اور اگر مؤمنین مجبور ہوں مال کی کمی یا کسی بھی اور سبب کے تو ایک گائے میں ستر آدمیوں کی طرف سے بھی قربانی کی جا سکتی ہے اور یہ سب عید کی قربانیوں کے لئے ہے اور وہ جو حج کی قربانی ہوتی ہے جس کو ھدی کہا جاتا ہے اس میں صرف ایک حیوان ایک ہی حاجی کی طرف سے ہوتا ہے چاہے وہ بکرا ہو، دنبہ ہو، بھیڑ ہو یا اونٹ ہو اور ان کے نر و مادہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ واللہ العالم

سوال: ہم شیعہ حضرات عشاء کی سنت دو رکعت نماز بیٹھ کر ہی کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! عشاء کے نوافل ادا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھیں یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں نمازی کو ان دونوں میں اختیار حاصل ہے کہ جس

طرح پڑھنا چاہے پڑھے اور ایسا خدا کا حکم ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا سورہ طہٰ آیہ ۱۲۱ وَ عَصَىٰٓ اٰدَمُ رَبَّهٗ کے تناظر میں کیا حضرت آدم علیہ السلام معصوم نہیں ہیں اور قرآن مجید میں صریحا انکی عصمت کا انکار ہوا ہے، اس بارے آپ کیا فرماتے ہیں ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اس معصیت سے خدا کے اس حکم کی پابندی نہ کرنا مراد ہے جو خداوند عالم نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواءؑ کے ان کو زحمت میں نہ پڑنے کی خاطر حکم دیا تھا اور حضرت آدمؑ نے اپنے درجات کی بلندی کے لئے اس حکم کی پابندی نہیں کی تھی یعنی اس قسم کی حرکت سے انسان گناہ گار نہیں ہوتا بلکہ زحمت میں پڑ جاتا ہے اور حضرت آدمؑ بھی زحمت میں پڑ گئے تھے لیکن اس میں کامیاب ہو گئے اور خدا نے کامیابی کے بعد ان کے درجات کو اور بلند کیا اور اگر اس سے مراد وہ معصیت ہوتی جو کہ عصمت کے خلاف ہے، تو خدا اس کے بعد حضرت آدمؑ کے درجات بلند نہ کرتا۔ واللہ العالم

سوال: کیا گھر کے پالتو جانور کی قربانی جائز ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! گھر میں پالے ہوئے جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔ واللہ العالم

سوال: کیا ہم سجدہ گاہ کی جگہ کارپٹ پر سجدہ کر سکتے ہیں؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا جائز ہے جیسے سجدہ گاہ، لکڑی، پتے وغیرہ نہ ہوں تو آپ ہاتھ کے انگوٹھے پر سجدہ کر سکتے ہیں۔ واللہ العالم

سوال: عمرہ مفردہ کے لیے کیا احکامات ہیں آیا پورا سر منڈوانا ضروری ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! پورا سر منڈوانا ضروری نہیں ہے بلکہ تقصیر کافی ہے۔ واللہ العالم

سوال: احرام باندھنے کے بعد جہاز کے ۵ سے ۶ گھنٹے کے سفر میں سویا جا سکتا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! احرام باندھنے کے بعد جہاز میں سویا جا سکتا ہے۔ واللہ العالم

سوال: ایک شخص نے پہلی شادی کی اس سے چار بیٹے ہوئے اور پھر بیوی

وفات پا گئی پھر اس نے دوسری شادی کی اس سے اولاد کوئی بھی نہیں تھی تو وہ پھر فوت ہو گیا اب پچاسی لاکھ روپے اس کی وراثت میں ہیں۔ یہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ! زمین کی جو قیمت ہے اس میں سے بیوی کو کچھ نہیں ملے گا اور زمین کے علاوہ جو بھی مال چھوڑا ہے اس سے آٹھواں حصہ بیوی کو ملے گا اور بقیہ تمام اگر سارے بیٹے ہیں تو ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا اور اگر اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی زندہ ہے تو ان کو بھی اس سے چھٹا، چھٹا حصہ ملے گا۔ واللہ العالم

سوال: رضاعی بہن بھائی بننے کے لیے کتنے عرصے وہ بچہ اس عورت کا دودھ پیئے گا کہ وہ رضاعی بہن بن جائے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! اگر بچہ کسی عورت کا چوبیس گھنٹے مسلسل دودھ پیئے اور دودھ کے علاوہ کوئی اور چیز نہ کھائے اور بھوکا بھی نہ رہے تو اس کے ساتھ دودھ پینے والی بچی اس کی رضاعی بہن ہو جائے گی اور یہ بچہ اس کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔ واللہ العالم

ریڈ کراس کے وفد کی فرزندِ مرجعیت سے ملاقات

فرزندِ مرجعیت حجۃ الاسلام علامہ شیخ علی نجفی حفظہ اللہ سے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ریڈ کراس کے وفد نے ملاقات کی ۔ اس ملاقات میں عراق کے موجودہ حالات زیرِ بحث رہے ۔

فرزندِ مرجعیت نے اس بات پر زور دیا کہ حکومتی نمائندوں کو بارہا مرتبہ متوجہ کیا گیا کہ عوام کے بنیادی حقوق کا خیال رکھا جائے اور نظام میں اصلاح کی جائے۔

فرزندِ مرجعیت نے اس بات پر بھی زور دیا کہ عراقی عوام کو بھی اپنے خون کی اور اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہئے اور ہر قسم کے تشدد سے پرہیز کرنا چاہئے ۔

آخر پر آئے ہوئے وفد نے قیمتی وقت دینے پر فرزندِ مرجعیت کا شکریہ ادا کیا۔

سعودیہ سے آئے ہوئے مؤمنین کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

سعودی عرب کے مختلف علاقوں سے زیارات کو آئے مؤمنین نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمٰی بشیر حسین نجفی دام ظلہ العالی سے ان کے مرکزی دفترِ نجف اشرف میں ملاقات کی ۔

اس ملاقات کا مقصد مرجع مرجع عالی قدر دام ظلہ کی زیارت اور ان سے علمی استفادہ کرنا تھا۔

آخر پر آئے ہوئے زائرین نے مرجع عالی قدر دام ظلہ کا شکریہ ادا کیا ۔

پاکستان کے وفود کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

کراچی اسلام آباد ساہیوال سرگودھااور گجرات سے آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کا مقصد مرجعیت عظمی کی زیارت اور انکی نصیحتوں سے استفادہ کرنا تھا۔

اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا کچھ گناہ ایسے ہیں جن کو اکثر آدمی ہر روز کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے۔مثلا داڑھی منڈوانا نامحرم کو دیکھنا
آخر پر مرجع عالی قدر دام ظلہ نے فرمایا زیارت کے بعد انسان میں مثبت تبدیلی اس کی زیارت کی قبولیت کی نشانی ہے۔

انڈیا سے آئے ہوئے وفود کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

حیدرآباد بمبئ لکھنؤ اور مظفر نگر سے آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی ۔ ان مختلف ملاقاتوں میں زائرین امام حسین علیہ السلام نے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے علمی استفادہ کیا اور ، زیارت کے بعد زندگی کیسے گزاری جائے اس حوالے سے مرجع عالی قدر دام ظلہ سے سنہری اصول حاصل کئے ۔ نصیحت سننے کے دوران روتی آنکھوں اور صمیم قلب سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کیا
آخر پر مرجع عالی قدر دام ظلہ نے زائرین کی سلامتی کے لئے دعا فرمائی اور انہیں در نجف ہدیہ کے طور پر عطا کرکے رخصت فرمایا۔

میرے بھائیو! میرے بیٹو!

تم حبیب ابن مظاہرؓ جیسے بن جاؤ ، امام زمانہ علیہ السلام خود آپ کو تلاش کریں گے ، خود آپ کو اپنے پاس بلا لیں گے۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

پاکستان میں سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر 923125197082+

www.soutulnajaf.com m.urdu@alnajafy.com facebook.com/soutunnajaf

مرکزی ایڈریس امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر ۲، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان